تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم ۱۱ تا ۱۷ جنوری ۲۰۰۱ء (۱۵ تا ۲۱ شوال ۱۴۲۱ھ) مدیر: حافظ عاکف سعید

اسلام یا جاہلیت —— ایک فیصلہ کن دوراہا!

”کیا یہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں‘ حالانکہ اللہ سے بہتر حکم دینے والا اور کون ہو سکتا ہے“۔ (المائدہ : ۵۰)

قرآن مومن کے نفس میں شیطان کے گھسنے کے تمام دروازے اور دریچے بند کر دیتا ہے۔ وہ کسی بھی غرض سے اور کسی بھی حالت میں شریعت کے کسی بھی حکم کو ترک کرنے کی ہر دلیل‘ ہر حیلے اور ذریعے کا راستہ مسدود کر دیتا ہے۔ قرآن مومن کو دوراہے پر کھڑا کر دیتا ہے۔ خدائی احکامات یا جاہلیت کے احکام‘ ان دونوں راہوں کے بیچ میں کوئی راہ نہیں ہے‘ نہ کوئی متبادل ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ کے احکام زمین میں قائم و جاری ہوں گے‘ شریعت الٰہی انسانوں کی زندگی میں نافذ ہو گی اور خدائی نظام حیات نوع انسانی کی قیادت و رہنمائی کرے گا یا پھر جاہلیت کا حکم جاری ہو گا‘ ہوا و ہوس کی شریعت چلے گی اور انسانوں کی انسانوں کی غلامی کا نظام رائج ہو گا‘ یہی دو راہیں ہیں۔ اب یہ بات ہمارے دیکھنے کی ہے کہ ہم ان میں سے کون سی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

قرآن کی رو سے انسان پر انسان کی حاکمیت کا نام ”جاہلیت“ ہے۔ یہ انسان کی انسان کے لئے غلامی ہے‘ اللہ تعالیٰ کی بندگی و غلامی سے انحراف اور اللہ تعالیٰ کی حاکیت اور الوہیت کا انکار ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی بجائے انسانوں کی بندگی اور غلامی کا اعتراف و اقرار ہے۔ قرآن کی نص کی رو سے ”جاہلیت“ کسی خاص زمانے یا دور کا نام نہیں ہے بلکہ ”جاہلیت“ ایک خاص حالت اور طریق زندگی کا نام ہے‘ یہ طریق زندگی کل بھی پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے۔ قرآن جاہلیت کو اسلام کے مدمقابل‘ اس کے نقیض اور ضد کی حیثیت سے متعارف کراتا ہے۔ کوئی بھی زمانہ اور مقام ہو‘ جب بھی لوگ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے‘ اس صورت میں وہ اللہ کے دین کی پیروی کرنے والے ہوں گے بصورت دیگر لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور ضابطوں کے تحت زندگی بسر کریں گے اور اس وقت ان کا اللہ کے دین سے کوئی تعلق نہ ہو گا‘ اسی کا نام جاہلیت ہے۔ جو شخص اللہ کے احکامات اور اللہ کی عطا کردہ شریعت کو ترک کرتا ہے وہ دراصل جاہلیت کی شریعت اور حکمرانی کو قبول کرتا اور جاہلیت میں زندگی بسر کرتا ہے.... یہ ہے اسلام یا جاہلیت کا دوراہا! —— اللہ تعالیٰ اس دوراہے پر انسانوں کو کھڑا کر دیتا ہے‘ اس کے بعد انہیں اختیار حاصل ہے کہ اسلام یا جاہلیت میں سے جس کا چاہیں انتخاب کریں؟

(سید قطب شہید کی تفسیر فی ظلال القرآن‘ جلد چہارم سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ اداریہ 3
☆ امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ 4
☆ گوشۂ خلافت 6
☆ مسئلہ کشمیر کا حل 7
☆ نامے میرے نام 8
☆ اقتصادی پابندیاں اور افغانستان 9
☆ کاروان خلافت 10
☆ *Matter of Clarification* 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر:
فرقان دانش خان

معاونین:
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت:
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد
طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ‘ لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے‘ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-5869501 فیکس: 5834000
سالانہ زر تعاون -/175 روپے

شمارہ: 2 قیمت: 4 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۵)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

"الف لام میم ' یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

اس ضمن میں دوسری روایت بھی مسلم شریف کی ہے۔ حضرت نواس بن سمعانؓ روایت کرتے ہیں: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ اَمْثَالٍ مَا نَسِيْتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ : كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا حِزْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا "میں نے خود سنا اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے کہ قیامت کے دن قرآن بھی اور قرآن والے بھی لائے جائیں گے (یعنی جو اس پر دنیا میں عمل کرتے اور دلچسپی رکھتے تھے) اور آگے آگے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران چل رہی ہوں گی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سورتوں کے لئے کچھ تشبیہیں بیان کیں جن کو میں بھول نہیں سکا۔ فرمایا: یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن ایسے ظاہر ہوں گی جیسے کہ دو بدلیاں ہیں اور وہ سیاہ رنگ کی ہیں (یعنی اپنے پڑھنے والوں اور محبت کرنے والوں پر سایہ کر رہی ہوں گی)۔ ان دو بدلیوں کے درمیان روشنی بھی ہوگی۔ (دو بدلیاں اسی طرح ظاہر ہوں گی۔ اگر وہ ملی ہوئی ہوں اور ان کے درمیان کوئی خلا نہ ہو اور اس میں روشنی آ رہی ہو تو وہ دو علیحدہ نہیں ہوں گی) ان کے درمیان معنوی اعتبار سے تسلسل بھی ہے ' لیکن یہ دونوں سورتیں سورۃ البقرہ اور آل عمران علیحدہ علیحدہ ہیں)۔ حضور ﷺ نے اس کی تشبیہ ایسے دی کہ جیسے کبھی کبھی پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ آتے ہیں ' تو اگر وہ جھنڈ گہرا ہو تو اس کی وجہ سے سایہ ہو جاتا ہے اور وہ دھوپ کو روک لیتے ہیں ' سورج کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ تو وہ گویا کہ اڑنے والے پروں کو پھیلائے ہوئے پرندوں کی ٹکڑیوں کی مانند ہوں گی اور یہ اپنے لوگوں کے بارے میں محاجہ ' جھگڑا ' سفارش ' مدافعت اور ان کی وکالت کریں گی۔ یہ مسلم شریف کی روایت ہے۔

اس کی تشریح ترمذی کی روایت میں اس طرح آتی ہے: قَالَ تَاْتِيَانِ كَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ وَبَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ سَوْدَاوَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا ظُلَّةٌ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُجَادِلَانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا فرمایا: یہ دونوں اس طرح آئیں گی گویا کہ دو بدلیاں ہوں اور ان کے درمیان روشنی ہو ' یا گویا کہ دو سیاہ بادل ہوں ' یا گویا کہ پرندوں کے دو جھنڈ ہوں گے ' اور یہ مجادلہ کریں گی یعنی جھگڑیں گی اور مدافعت کریں گی اپنے لوگوں کی طرف سے۔ ان احادیث مبارکہ سے دونوں سورتوں کی فضیلت بھی ظاہر ہوگئی اور دوسرے یہ کہ ان کا جوڑا ہونا ثابت ہوگیا۔

فرمان نبویؐ

از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

قرآن پر ایمان کیا ہے؟

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ))

(رواہ الترمذی)

"حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ شخص قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا جس نے حلال جانا اس کی حرام کی ہوئی چیزوں کو"۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل ہی انسانوں کی ہدایت کے لئے کیا ہے اور اس ہدایت میں جہاں ایمانیات ' عبادات اور اخلاقیات کا ذکر ہے وہاں اللہ کی حدود بھی بیان ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی چونکہ حاکم حقیقی ہے اور اس نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے اس لئے اس کا حق بھی ہے کہ حلال اور حرام کو معین کرے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار حرام چیزوں کا ذکر کیا ہے اور ان سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان قرآن مجید کو اللہ کا کلام بھی مانتا ہے اور خود کو اللہ کا فرمانبردار بھی قرار دیتا ہے اور پھر قرآن مجید کی حرام کی ہوئی چیزوں سے باز نہیں آتا تو گویا بالفعل وہ اپنے ایمان کی تکذیب کر رہا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ کا کفر اور اس کی آیات کی تکذیب کرنے والوں کو ایک ہی صف میں رکھا گیا کہ ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ انسان کا معاملہ تو یہی ہے کہ جس چیز کو حق مانتا ہے اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتا ہے۔ تو اگر کوئی مسلمان رآن کی حرام کردہ اشیاء کو حلال ٹھہرا رہا ہے تو گویا ان کی حرمت کو حق نہیں سمجھتا اور نتیجتاً وہ قرآن مجید کی صداقت کا بھی یقین نہیں رکھتا ' وگرنہ وہ اس کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کیسے کر سکتا ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کا جائزہ لینا چاہئے اور پھر اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سود ' بے حیائی اور فحاشی کو حرام قرار دیا ہے اور ہم نے اسے کس طرح اپنی زندگیوں میں رچا بسا لیا ہے اور فحاشی کو پھیلانے والوں کو اپنے ہیرو بنا رکھا ہے۔ افسوس کہ ہم اپنا اکثر و بیشتر وقت منکرات میں گزارتے ہیں اور یہ منکرات ہمارے معاشرے پر اس طرح چھاگئی ہیں کہ جو ان سے بچنے کے آرزو مند ہوتے ہیں وہ بھی نہیں بچ پاتے۔ ہمارے ملک میں حلال ذرائع سے کاروبار کے سب راستے بند ہیں۔ اور بے غیرتی کی انتہا یہ ہے کہ گھر تو کیا سفر میں بھی آپ ساز و مضراب سے بچ نہیں سکتے اور مستورات کو ساتھ لے کر کہیں جانا محال ہو جاتا ہے۔

اکیسویں صدی کا حقیقی چیلنج

مرزا ایوب بیگ

ایک زمانہ تھا کہ مادہ پرستی کا ذکر ناپسندیدگی کے انداز میں کیا جاتا تھا' پھر اسے سرمایہ کاری کے ساتھ گڈمڈ کر دیا گیا للذا حصول زر کے لئے ہر جائز و ناجائز فعل تجارت کہلانے لگا۔ اس فریب کاری کی روح رواں بھی وہی عالمی صیہونی لابی تھی جو ایک عرصہ سے عالمی اقتصادی غلبے کے لئے پر تول رہی تھی۔ بڑی بڑی تجارتی کمپنیوں کو باہم مدغم کر کے ملٹی نیشنل کمپنیاں قائم کی گئیں تاکہ مسابقت کو ختم کر کے مختلف اشیاء پر اجارہ داری قائم کر لی جائے اور منافع کی شرح کو من پسند حد تک بڑھایا جا سکے' علاوہ ازیں مختلف حربے اختیار کر کے صارفین (consumers) کا استحصال کیا جا سکے۔ گزشتہ سال جو حقیقتاً اکیسویں صدی کا آخری سال تھا' ستمبر ۱۹۹۹ء میں اچانک اسے اکیسویں صدی کا پہلا سال قرار دے دیا اور بڑے زور دار انداز میں یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یکم جنوری ۲۰۰۰ء کو ۱۹ کا ہندسہ ختم ہونے کی وجہ سے کمپیوٹر سسٹم تباہ ہو جائے گا اور اس تباہی سے بچنے کا ایک ہی حل ہے کہ فوری طور پر اپنے کمپیوٹر سسٹم کو ری ایڈجسٹ کرایا جائے۔ دنیا کے بہت سے ادارے اور تجارتی کمپنیاں ان کے اس چکر میں آ گئیں اور جلد بازی میں منہ مانگے دام دے کر ری ایڈجسٹمنٹ کروائی للذا اس فیلڈ کی ملٹی نیشنل کمپنیاں کروڑوں اربوں ڈالر کمانے میں کامیاب ہو گئیں۔ بہرحال بیسویں صدی اب گزر چکی ہے لیکن جاتے جاتے اس حقیقت کو مزید اجاگر کر گئی کہ عدل کوئی خیرات نہیں ہوتی کہ جسے پھیلے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیا جائے۔

۱۹۰۱ء سے لے کر ۲۰۰۰ء تک پھیلے ہوئے تاریخ کے اوراق پر نگاہ ڈالیں تو عالمی سطح پر امت مسلمہ کی صورتحال ظاہری طور پر بہتر نظر آتی ہے۔ اس صدی کے آغاز میں جنوبی ایشیا' جنوب مشرقی ایشیا' مشرق وسطی اور شمالی افریقہ کے مسلمان براہ راست عسکری اور سیاسی غلامی میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس صدی کے پہلے نصف ہی میں اکثر مسلمان ممالک نے سیاسی آزادی حاصل کر لی۔ کہیں یہ آزادی سیاسی جدوجہد کے نتیجہ میں ملی اور کہیں اس کے حصول کے لئے مسلمانوں کو جنگ و جدل کرنا پڑا۔ عام تصور یہ تھا کہ مسلمان عوام اور ان کے لیڈر اپنے سابقہ غیر مسلم آقاؤں کی بودوباش' تہذیب و تمدن اور ان کے طرز حکومت وغیرہ سے مختلف اپنا نظام حیات اپنائیں گے جو ان کے علاقائی' قومی اور مذہبی رجحانات کا حقیقی ترجمان ہو گا لیکن انتہائی بدقسمتی کی بات یہ ہوئی کہ محض چند اسلامی ممالک وہ بھی صرف بودوباش اور کلچر کی سطح پر اپنا تشخص قائم رکھ سکے' لیکن سیاسی اور معاشی سطح پر تمام اسلامی ممالک نے اپنے آقاؤں ہی کی قائم کی ہوئی لکیر کو پیٹا۔ ان نو آزاد اسلامی ممالک میں ایک پاکستان بھی تھا۔ البتہ آزادی حاصل کرنے والا یہ واحد ملک تھا جو نہ کسی قومیت اور نہ کسی سابقہ جغرافیائی حدود کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا بلکہ صرف اور صرف مذہب کی بنیاد پر قائم ہوا تھا جس کے قیام کا مقصد ہی لا الٰہ الا اللہ بتایا گیا۔ انتہائی شرم اور دکھ کی بات یہ ہے کہ سیاسی اور معاشی سطح پر ہی نہیں معاشرتی اور کلچر کی سطح پر بھی اپنے سابقہ آقاؤں کا جتنا گہرا رنگ مسلمانان پاکستان پر آزادی کے بعد چڑھا آزادی سے پہلے اتنا قطعی طور پر نہیں تھا۔ یعنی ہم جسمانی طور پر اور ظاہری طور پر آزاد ہوئے ہیں ذہنی طور پر اور حقیقی آزادی ہمیں نصیب نہیں ہوئی۔ ہماری رائے میں اس کا الزام کسی ایک طبقہ پر تھوپا نہیں جا سکتا۔ عوام' سیاسی و دینی جماعتیں اور حکمران کوئی بھی اپنی حقیقی ذمہ داری کو پا تو سمجھ نہیں سکا یا پھر ان کے ذاتی اور گروہی مفادات ان کے پاؤں کی بیڑیاں بن گئے۔ مفادات کی اس خانہ جنگی میں ملکی و قومی وسائل' عوام کے بنیادی حقوق اور قانون کی بالادستی سب کچھ جھونک دیا گیا۔ اس جنگ میں ہمارے حکمران طبقے نے بیرون ملک مسلم دشمن قوتوں سے سیاسی اور معاشی امداد طلب کر لی تاکہ مقابل فریق کے خلاف خود کو زیادہ مضبوط کر سکے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ غیروں کے مفادات کا زیادہ بڑا محافظ بن گیا کہ یہ اس کی مجبوری تھی اور یوں پاکستان کا اقتدار اعلیٰ گروی رکھ دیا گیا۔ نظریہ پاکستان کے ساتھ بھی کہ جو اس ملک کی حقیقی اساس تھا' آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ کبھی داخلی سطح پر دباؤ کے نتیجے میں قرارداد مقاصد پاس ہو جاتی اور اسے آئین کا دیباچہ بنایا جاتا' پھر مزید دھکا لگانے سے وہ آئین کا حصہ بن جاتی لیکن پھر ذاتی مفادات اور بیرونی دباؤ پر اسے آئین کے دوسرے بہت سے آرٹیکلز میں محصور کر کے غیر مؤثر کر دیا جاتا۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ عالمی قوتوں کو اندیشہ تھا کہ اگر نظریہ پاکستان کی بنیاد پر کوئی نظام وضع ہو گیا تو اس سے نہ صرف پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست کے طور پر ابھرے گا بلکہ Pan-Islamism کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلم دشمن قوتوں نے باہم جھگڑوں اور تنازعات کے باوجود ہمیشہ مسلم دشمنی میں ملت واحدہ کی حیثیت اختیار کی۔ بیسویں صدی میں امریکہ اور سوویت یونین کا عالم اسلام کے بارے میں رویہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دونوں سپر طاقتوں نے اسلامی ممالک کو باہم تقسیم کر کے کچھ اس طرح کا کھیل ہر جگہ کھیلا کہ وہاں کا حکمران طبقہ ان کا دست نگر بن گیا۔ محتاط ترین الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی میں آزاد مسلمان ممالک کے حکمران ان ہی دو طاقتوں کے نامزد ہوتے تھے۔ للذا عالم اسلام کے حقیقی اتحاد کی تمام صورتیں ان کٹھ پتلی حکمرانوں کے ذریعے ناکام یا غیر مؤثر کر دی گئیں۔

بیسویں صدی کے دوسرے نصف میں انڈونیشیا کے صدر سوئیکارنو' سعودی عرب کے شاہ فیصل شہید اور پاکستان کے ذوالفقار علی بھٹو مسلمان ممالک کے گنتی کے وہ چند حکمران ہوئے ہیں جنہوں نے عالم اسلام کے اتحاد کے لئے جدوجہد کی لیکن ان سب کو عبرت کا نشان بنا دیا گیا۔ آج حال یہ ہے کہ او آئی سی محض ایک نمائشی ادارہ بن کر رہ گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اپنے یرغمال شدہ اقتدار اعلیٰ کو دشمن سے آزاد کروانا اکیسویں صدی کا وہ حقیقی چیلنج ہے جو امت مسلمہ کو درپیش ہے۔ اس چیلنج سے نمٹنے یعنی اپنے اقتدار اعلیٰ کی بازیابی کا واحد طریقہ یہ ہے کہ خود کو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودات سے مسلح کرو اور طاق پر پڑی ہوئی کتابِ الٰہی کو ریشمی جزدانوں سے نکال کر اپنا راہبر و رہنما بناؤ۔ ان شاء اللہ اس کی ضرب عصائے موسویؑ سے زیادہ شدید ہو گی اور اس کی پھونک عیسیٰؑ کی پھونک سے زیادہ نتیجہ خیز ہو گی اور امت مسلمہ کے جسد مردہ میں نئی روح پیدا ہو جائے گی' لیکن اگر ہم نے اس نئی صدی میں بالواسطہ غلامی سے نجات حاصل نہ کی تو بدترین انجام کے لئے تیار رہنا ہو گا۔ جس قوم نے مالی فائدے کے لئے صدی کا ایک سال بیچ کھایا ہے وہ ہم پر بم برسانے کی قیمت بھی ہم ہی سے وصول کرے گی۔ یہ کوئی مبالغہ یا لفاظی نہیں ہے وہ دس سال قبل خلیج کی جنگ میں اس کی ریہرسل کر چکے ہیں۔

افغانستان میں نفاذ شریعت کے خلاف عالم کفر متحد ہو چکا ہے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۵/جنوری ۲۰۰۱ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ' تلاوتِ آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

میری آج کی گفتگو کا موضوع "عبادت رب اور اس کے تقاضے" ہے۔ یہ گفتگو کئی حصوں پر مشتمل ہے۔ آج صرف اس کے پہلے حصے یعنی عبادت رب کے مفہوم پر گفتگو کروں گا۔

دعوت قرآنی کا اولین' اہم اور جامع ترین عنوان "عبادت رب" ہے۔ چنانچہ قرآن میں سب سے زیادہ زور اسی پر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اپنی دعوت کا آغاز اسی مطالبے سے کیا ہے۔ سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع کی پہلی آیت میں ارشاد ربانی ہے :

"اے لوگو بندگی (عبادت) کرو اپنے رب کی جس نے

> **عبادت کا مطلب اطاعت اور غلامی اختیار کرنا ہے' جزوی اطاعت عبادت نہیں**

بنایا تم کو اور تم سے اگلوں کو' شاید کہ تم بچ جاؤ۔"

(آیت : ۲۱)

یعنی اس رب کی بندگی اختیار کرنے ہی سے تم دنیا میں افراط و تفریط کے دھکوں اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچ سکو گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا تفصیلی ذکر سورۂ نوح میں ہے۔ انہوں نے بھی اپنی قوم سے یہی کہا تھا :

"اللہ کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔" (آیت : ۳)

یہاں اللہ کی بندگی کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی لازم کی گئی ہے۔ گویا اللہ کی بندگی کے لئے اطاعت رسول شرط لازم ہے۔ چنانچہ سورۃ الشعراء میں بھی جہاں مختلف رسولوں کی دعوت کا ذکر آیا ہے' ہر رسول نے اپنی قوم کے سامنے یہی تقاضا رکھا کہ :

"پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔"

سورۃ الذاریات میں تو عبادت رب ہی کو ہماری غایت تخلیق قرار دیا گیا ہے :

"اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن و انس کو مگر صرف اپنی عبادت کے لئے"۔ (آیت : ۵۶)

اب آیئے سمجھنے کی کوشش کریں کہ عبادت کا مفہوم کیا ہے؟

بدقسمتی سے خلافت راشدہ کے بعد جب اسلام کی عمارت کمزور ہو کر رفتہ رفتہ گرنے لگی تو ہمارے دینی تصورات میں بھی محدودیت اور کجی پیدا ہو گئی۔ اس کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ ہم نے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ ہی کو کل دین سمجھ لیا۔ یہاں تک کہ اسلام مغلوب ہو گیا اور ہم نے اپنی انفرادی عبادت ہی کو کل دین سمجھتے ہوئے اجتماعی معاملات کو دین کے دائرے سے خارج سمجھ لیا۔ چنانچہ یہ مسلمان فوجی ہی تھے جنہوں نے گزشتہ صدی میں عیسائیوں کو یروشلم کا قبضہ لے کر دیا۔ یہ نماز پڑھنے والے مسلمان ہی تھے جنہوں نے کافر فوج میں ملازمت اختیار کی اور ان کے حکم پر کعبہ پر گولیاں چلائیں۔ تصور عبادت محدود ہو جانے اور بگڑنے کا یہ ہولناک نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

دراصل لفظ عبادت "عبد" سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں بندہ یا غلام۔ آج چونکہ غلامی کا وہ تصور ہمارے سامنے نہیں جو ماضی میں ہوتا تھا لہٰذا ہم غلامی کے مفہوم سے پورے طور پر واقف نہیں۔ آج ہم صرف نوکر یا ملازم کے تصور سے واقف ہیں۔ غلام اپنے آقا کی ملکیت ہوتا تھا۔ وہ اپنے مالک کا حکم پورا کرنے کا پابند ہوتا تھا' جب کہ ملازمت میں ایسا نہیں ہوتا۔ جس شخص کو آپ نے جس کام کے لئے ملازم رکھا ہے' وہ اس کے علاوہ آپ کا دوسرا کام کرنے کا پابند نہیں۔ اسی طرح ملازم اپنے اوقات ملازمت کے بعد آپ کے حکم کا پابند نہیں ہوتا۔ لیکن غلام چوبیس گھنٹے اپنے آقا کے حکم کا پابند ہوتا ہے۔ اسی تصور غلامی کا لفظ عبادت پر اطلاق کیا جائے تو عبادت کا مطلب ہو گا رب کی غلامی اختیار کرنا۔ قرآن میں بھی یہ لفظ کئی مقامات پر انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مثلاً سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۴۷ میں فرعون اور اس کے سرداروں کا ایک قول نقل ہوا ہے۔ یعنی جب حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے انہیں ایمان لانے کی دعوت دی تو انہوں نے کہا :

"کیا ہم ایمان لائیں ان دو آدمیوں پر اور انہیں اپنا بڑا مان لیں جن کی قوم ہماری غلام ہے۔"

الفاظ یہ ہیں : ﴿وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ﴾ یہاں یہ بات واضح رہے کہ بنی اسرائیل موحد قوم تھی۔ لہٰذا ان کے لئے لفظ "عبادت" پرستش کے معنوں میں نہیں بلکہ غلامی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اسی طرح سورۃ الشعراء کی آیت نمبر ۲۲ میں حضرت موسیٰؑ کا جواب نقل ہوا ہے جس میں حضرت موسیٰؑ نے بھی اس لفظ عبادت کو غلامی کے معانی میں استعمال کیا ہے۔ یہ وہ موقع ہے جب حضرت موسیٰؑ سے ایک مکالمے کے دوران فرعون نے ان پر یہ احسان دھرنے کی کوشش کی کہ کیا تم وہی نہیں ہو جو ہمارے محل میں پلے بڑھے تھے۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے فرمایا :

"تو مجھ پر تو احسان رکھ رہا ہے جبکہ تو نے (میری پوری قوم) بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔"

> [illegible]

پس معلوم ہوا کہ عبادت کا مطلب اطاعت اور غلامی اختیار کرنا ہے۔ یہاں اس بات کو بھی سمجھ لیجئے کہ یہ اطاعت کلی ہو گی تو عبادت بنے گی۔ جزوی اطاعت عبادت نہیں ہے۔ تاہم اللہ ہم سے جس اطاعت کا تقاضا کرتا ہے اس میں محبت کا عنصر شامل ہو تو اسے ہم اللہ کی عبادت کہیں گے۔ گویا عبادتِ رب کے مفہوم میں اطاعت اور محبت دونوں شامل ہیں' یہاں اطاعت اور محبت کا وہی رشتہ ہے جو جسم اور جان کا ہے۔ جان نکل جائے تو جیسے جسم گل' سڑ جاتا ہے۔ اسی طرح اطاعت خداوندی میں محبت کا جذبہ شامل نہ ہو تو وہ عبادت نہیں رہتی بلکہ ایک بے جان رسم بن کر رہ جاتی ہے۔

حافظ ابن قیم عبادت کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "عبادت حد درجے اللہ کی محبت اور حد درجے اللہ کے سامنے بچھ جانے کا نام ہے۔"

گویا بندۂ مومن سے "مردہ بدست زندہ" کی کیفیت مطلوب ہے۔ فارسی میں استعمال ہونے والے بندگی اور پرستش کے دو الفاظ کا مجموعہ عبادت کے مفہوم کو بہتر طور پر ادا کرتا ہے۔ آپ کسی شے سے محبت کی وجہ سے اس کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دولت پرست' وطن پرست

وغیرہ۔ لہٰذا اللہ کی بندگی اور غلامی اس کی محبت کے جذبے سے سرشار ہو کر کی جائے تو یہ عبادت کہلاتی ہے اور یہی عبادتِ رب جن وانس کی غایت تخلیق ہے۔
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو بڑے خوبصورت انداز میں ایک شعر میں سمو دیا ہے ؎

زندگی آمد برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

یہ ہے عبادتِ رب کا مفہوم۔ ان شاء اللہ آئندہ جمعے اس کے دوسرے پہلوؤں پر گفتگو ہوگی۔

حالاتِ حاضرہ

افغانستان میں نفاذِ شریعت کے باعث نمودار ہونے والی حکومتِ اسلامی کے نوخیز پودے کو اکھاڑنے کے لئے پورا عالم کفر متحد ہو چکا ہے۔ جس کا نمایاں ترین مظہر یو این او

مشرقِ وسطیٰ کے لئے صدر کلنٹن کا حل
یہودیوں کو قبول ہے نہ مسلمانوں کو

کی حال ہی میں منظور ہونے والی قرارداد ہے جس میں افغانستان پر سخت ترین پابندیاں عائد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ صورتحال افغانستان کے ساتھ ساتھ پاکستان کے لئے بھی ایک کڑے امتحان کا درجہ رکھتی ہے کہ وہ کفری قوتوں کا ساتھ دے یا اسلام کا ساتھ دے' لیکن اگر موجودہ حکومت نے اقوام متحدہ کی طرف سے افغانستان پر عائد ہونے والی پابندیوں کی تازہ قرارداد پر عمل درآمد کیا تو پورے ملک خصوصاً پختون بیلٹ میں اس کے خلاف شدید ردعمل ظاہر ہو گا جو نہ صرف پاکستان کی سالمیت اور مستقبل کے حوالے سے خوفناک ہو گا بلکہ ہماری غیرت، دینی کا جنازہ نکلنے کے بھی مترادف ہو گا۔
عالمِ کفر نے جس کا بڑا حصہ عیسائی آبادی پر مشتمل ہے پہلے عیسوی ہزار سال کے خاتمہ پر بھی صلیبی لشکروں کی صورت میں اسلام کے خلاف یلغار شروع کی تھی اور اب دوسرا ہزار سال ختم ہونے پر یہ صلیبی قوتیں دوبارہ عالم اسلام پر یلغار کی تیاریوں میں ہیں۔ ایسے میں انہیں اصل خطرہ افغانستان اور پاکستان سے ہے کہ وہ ان کی راہ میں مزاحم ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا وہ ایک طرف افغانستان پر پابندیاں عائد کر کے اس کی قوت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف پاکستان میں بھی حکومت اور دینی طبقات کے درمیان نزاع پیدا کر کے پاکستان کو کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان پابندیوں کے حوالے سے پاکستان ایک نازک دوراہے پر کھڑا ہے۔ چنانچہ اگر پاکستان عالم کفر کا ساتھ دیتا ہے تو ہماری دینی غیرت و حمیت کے خاتمہ اور پاکستان میں اس کے ردعمل کے طور پر ہونے والے خلفشار کے نتیجے میں ملک کمزور ہو گا اور افغانستان بھی تہارہ جائے گا' جب کہ یو این او کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہونے میں بھی فوری طور پر ظاہری مشکلات کا سامنا ہو گا۔ میرے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ ہم کفر کی آلہ کار یو این او کی بالادستی کا انکار کر کے اپنا مسلم بلاک بنانے پر توجہ مرکوز کریں۔ اسی راستے سے اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہو سکے گی۔ چنانچہ ان حالات میں دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حکومت کو صحیح راہ اختیار کرنے اور کفری سازشوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔
ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے پاکستانی وزیر داخلہ معین الدین حیدر کی طرف سے دینی جماعتوں اور نمائندوں کے اجلاس میں شرکت کے حوالے سے دینی جماعتیں اگر پہلے ہوم ورک کر کے کوئی متفقہ موقف اختیار کر لیں اور کچھ معین مطالبات لے کر اس اجلاس میں شریک ہوں تو زیادہ مثبت نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ اس ضمن میں مولانا شاہ احمد نورانی کی طرف سے ۸ جنوری کو دینی جماعتوں کا بلایا گیا اجلاس نہایت خوش آئند ہے اور میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔
مشرق وسطیٰ میں حالات گھمبیر ترین صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں اور وہاں امن کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ صدر کلنٹن نے اس مسئلے کا جو حل پیش کیا ہے وہ نہ تو یہودی تسلیم کرنے کو تیار ہیں اور نہ ہی مسلمان۔ کیونکہ اس حل کے مطابق فلسطین کی آزاد ریاست چند جزیرہ نما خطوں پر قائم ہو گی' مشرقی یروشلم کا کچھ حصہ اور مسجد اقصیٰ بھی فلسطینی حکومت کے زیر انتظام رہیں گے۔ البتہ گنبد صخرہ جہاں یہودی تھرڈ ٹیمپل تعمیر کرنا چاہتے ہیں اسرائیل کے پاس رہے گا' اور گنبد صخرہ وہ مقام ہے جس سے نہ مسلمان دستبردار ہوں گے اور نہ یہودی ہی اسے مسلمانوں کے حوالے کریں گے۔ لہٰذا اس تنازعہ کے نتیجے میں وہ خوفناک جنگ اب بہت قریب ہے جسے احادیث میں الملحمۃ العظمیٰ کہا گیا ہے۔ اگرچہ اس جنگ کے نتیجے میں عربوں کو بہت نقصان ہو گا لیکن آخر کار نئی صبح طلوع ہو گی اور حضرت عیسیٰؑ و مہدی کے ظہور کے بعد کل روئے ارضی پر دین اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔

رفقاء و احباب نوٹ فرمالیں

تنظیم اسلامی کا علاقائی اجتماع برائے سندھ و بلوچستان

19 جنوری 2001ء بروز جمعۃ المبارک 11:00 دن سے
21 جنوری 2001ء بروز اتوار نماز مغرب منعقد ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ

اس اجتماع میں امیر تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

خطاب جمعہ کے علاوہ بروز اتوار 11:00 بجے دن خصوصی خطاب فرمائیں گے

رفقاء و احباب موسم سرما کی مناسبت سے لباس اور بستر ہمراہ لائیں۔ بیرونِ کراچی سے تشریف لانے والے رفقاء احباب اپنی آمد کے بارے میں بروقت مطلع فرمائیں تاکہ انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولیات میسر کی جا سکیں۔

خواتین کے لئے باپردہ شرکت کا اہتمام ہو گا

از طرف: محمد نسیم الدین' ناظم اجتماع
دفتر تنظیم اسلامی فلیٹ نمبر ۱' حق اسکوائر' عقب اشفاق میموریل ہسپتال
یونیورسٹی روڈ' گلشن اقبال' کراچی' فون: 65-4993464

نظام خلافت کے خدوخال (2)

مرتب: عرفان دانش خان

خلیفہ وسلطان کا فرق

ایک بار حضرت عمرؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے پوچھا کہ میں سلطان ہوں یا خلیفہ؟ اس پر حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اگر آپ اسلامی مملوکات واراضی سے ایک درہم زائد یا کم وصول کریں اور پھر اسے بے دریغ صرف کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ خلیفہ"۔ (تاریخ الخلفاء)

گویا خلیفہ بیت المال کے مال کو تمام مسلمانوں کا مال سمجھتا ہے اور اس کے ایک ایک پیسے کا محافظ و امین ہوتا ہے۔

خلیفہ کے فرائض

امام ماوردیؒ خلیفہ کے فرائض شمار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ خلیفہ کا فرض ہے کہ وہ دین کی حفاظت کرے‘

> خلفائے راشدین کی انتظامیہ کو
>
> ہدایات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں

انصاف کو رائج کرے۔ مظلوم کی دادرسی کرے‘ ظالم کو ظلم نہ کرنے دے‘ ملک کی حفاظت کرے‘ غیر مسلم رعایا کے جان و مال کی مسلمانوں کی طرح حفاظت کرے‘ بیت المال سے مستحقین کے لئے معقول اور بروقت وظائف کا انتظام کرے‘ کلیدی عہدوں پر صرف دیانت دار اور قابل اعتماد لوگوں کو تعینات کرے۔ سلطنت کے تمام امور کی خود نگرانی کرے اور تمام حالات و واقعات سے باخبر رہے۔

اسلامی ریاست میں کارکنوں اور عمال کے فرائض

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"اگر کسی شخص کو مسلمانوں کا حاکم مقرر کیا جاتا ہے اور وہ کسی غیر مستحسن آدمی کو محض نوازنے کے لئے عہدہ دے دیتا ہے تو اللہ اس کا کوئی عذر قبول نہ فرمائے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں داخل کردے گا"۔

اس ضمن میں خلفائے راشدین نے اپنے دور حکومت میں اسلامی ریاست کے گورنروں اور انتظامیہ کے حکام واہلکاروں کے فرائض کی موقع بہ موقع نشاندہی کی۔ یہ ہدایات تاقیامت ہمارے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے شام کے حاکم ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو ایک خط میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اگر تم ان چند باتوں پر عمل کروگے تو تمہارا دین سلامت رہے گا اور تمہیں بہترین اجر ملے گا۔

(۱) جب کسی مقدمے کے دونوں فریق تمہارے پاس آئیں‘ تو قابل اعتبار گواہوں کا مطالبہ کرو۔

(۲) کمزور کو اپنے قریب آنے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہونے دو۔

(۳) اگر کسی مقدمے میں مناسب فیصلہ کرنے میں دیر لگے تو فیصلہ کرنے تک فریقین میں صلح کرانے کی کوشش کرو۔

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ نے ایک موقع پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا:

"اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ سعادت مند نگران وہ ہے جس کے سبب اس کی رعایا کو سکون نصیب ہو اور بدبختی ہے اس حکمران کے لئے جس کے ہاتھوں اس کی رعایا تباہ ہو جائے۔ دیکھو تم راہ راست سے نہ ہٹنا ورنہ تمہارے عمال بھی کرپٹ ہو جائیں گے"۔

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ جب کسی عامل کو مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست حاصل کرلیتے اور زائد اموال کو بحق حکومت سرکاری کمیشن بھیج کر ضبط کرلیتے۔ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو کسی جگہ کا عامل مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

"خراج وصول کرنے کے لئے لوگوں کا سردی یا گرمی کا کوئی کپڑا‘ غذائی اشیاء جو ان کی ضرورت ہوں اور ان کے مزدوری کے جانور کبھی فروخت نہ کرنا‘ نہ کسی کو ایک درہم کی خاطر کبھی کوڑا مارنا‘ نہ کسی کا سامان نیلام کرنا"۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سپہ سالار کے نام یہ فرمان جاری کیا:

"ہر حال میں تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بہترین سامان‘ موثر تدبیر اور حقیقی طاقت ہے۔ دشمن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرو"۔

صوبوں کے گورنروں کے نام اپنے ایک فرمان میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے درج کیا:

"میں نے تمہیں حکومت کا جو کام تفویض کیا ہے اس کی انجام دہی میں خدا خوفی سے کام لو۔ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرو۔ رعایا کے معاملات اور اس کے ساتھ اپنے طرزِ عمل پر ہر وقت نگاہ رکھو۔ تم خوب جانتے ہو کہ تحفظ و تجارت کا انحصار اس بات پر ہے کہ تم اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے منزل پہنچ جاؤ"۔

ایک مرتبہ اپنے گورنروں اور حکام کے متعلق فرمایا:

"ہمارے عمال میں پانچ باتیں ہونی چاہئے۔ (۱) لوگوں کی ضروریات مجھ تک پہنچائے۔ (۲) میں حق و عدل کے خلاف کوئی بات کروں تو فوراً ٹوک دے۔ (۳) حق کے معاملات میں مجھ سے تعاون کرے۔ (۴) امانت و دیانت سے کام لے۔ (۵) میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کھائے"۔

(جاری ہے)

عالمی خلافت کی صدی کے آغاز پر
اسلام کے منصفانہ وعادلانہ نظام حیات کو متعارف کرانے کی غرض سے
تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام
اتوار 28 جنوری 2001ء صبح 9 بجے‘ ایوان اقبال لاہور میں
انٹرنیشنل خلافت کانفرنس
منعقد ہورہی ہے
شرکت کی عام دعوت ہے

مسئلہ کشمیر اور اس کا حل

مسئلہ کشمیر اپنی اہمیت اور نزاکت کے باعث ایک ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ پاکستان کشمیر کو اگر اپنی شہ رگ قرار دیتا ہے تو بھارت اسے اپنا اٹوٹ انگ قرار دینے پر مصر ہے۔ دونوں ممالک کے عوام بھی اس بارے میں نہایت حساس اور جذباتی واقع ہوئے ہیں۔ ہمارے اہل سیاست اور اہل دانش کی ایک عظیم اکثریت اس بارے میں اپنی حقیقت پسندانہ رائے کے اظہار سے محض اس وجہ سے خائف اور گریزاں ہے کہ عوام کے احساسات سے مختلف کوئی بات کہنا خود اپنے مرتبہ و مقام اور مقبولیت کو داؤ پر لگا دینے کے مترادف ہے۔ لیکن الحمد للہ کہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد اپنوں کی خفگی اور بیگانوں کی ناخوشی کو خاطر میں لائے بغیر جس بات کو حق سمجھتے ہیں اس کے اعلان و اظہار میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ مسئلہ کشمیر کے ضمن میں ان کا موقف ہمیشہ سے بہت واضح رہا ہے۔ اس امر کے ادراک کے باوجود کہ ان کا یہ موقف عوامی امنگوں سے مختلف بلکہ متصادم ہے' انہوں نے اپنی رائے کو کبھی چھپانے یا کسی مصلحت کے خیال سے اسے مبہم رکھنے کی کوشش نہیں کی۔ ذیل میں مسئلہ کشمیر کے بارے میں امیر تنظیم اسلامی کا ایک تحریری بیان ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو اس موضوع پر بلائی گئی کانفرنس میں امیر تنظیم نے پڑھ کر سنایا تھا۔ بعد ازاں یہ تحریری بیان ۷ نومبر ۹۵ء کے "ندائے خلافت" میں بھی شائع کیا گیا۔ مسئلہ کشمیر کے بارے میں آج بھی امیر تنظیم اسلامی کا موقف وہی ہے جو آج سے چھ سال قبل کی اس تحریر کے ذریعے سامنے آتا ہے۔ چنانچہ زیر نظر تحریر کے ذریعے جہاں محترم ڈاکٹر صاحب کے موقف کے تسلسل اور یکسانیت کا ثبوت فراہم ہوتا ہے وہاں یہ حقیقت بھی بے نقاب ہوتی ہے کہ یہ انتہائی پیچیدہ مسئلہ اپنے اسی ممکنہ حل کی جانب بتدریج بڑھ رہا ہے جس کی نشاندہی امیر تنظیم نے ایک تجویز کی صورت میں اب سے کم و بیش چھ سال قبل کر دی تھی۔ (مدیر)

جس طرح چند سو سال قبل یورپی عیسائی نو آبادیاتی سیلاب نے ایشیا' افریقہ اور بالخصوص عالم اسلام پہ حملہ کیا تھا اسی طرح اب دوبارہ ایک عالمی استعمار کا سیلاب مغرب سے مشرق کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس بار یہ استعمار عالمی صیہونی تحریک کے آلہ کار کی حیثیت سے "نیو ورلڈ آرڈر" کے پرفریب نام کے تحت امریکہ اور اس کے یورپی اتحادیوں اور اس کی ادنیٰ کنیز "یو این او" کے ذریعے پیش قدمی کر رہا ہے۔ نئے عالمی استعمار کے راستے میں عالم اسلام کی طرف سے واحد رکاوٹ (اور وہ بھی قوی نہیں)

> مسئلہ کشمیر میں امریکہ کی دلچسپی کسی خطرے سے خالی نہیں ہے اور عالمی استعمار کا اصل ٹارگٹ بھی یہی ہے

ایران' افغانستان اور پاکستان کے مسلم فنڈامنٹلسٹ رہ گئے ہیں۔ البتہ غیر مسلم ممالک میں سے ایک عظیم عسکری قوت کی حیثیت سے چین اور عظیم صنعتی طاقت کی حیثیت سے جاپان بھی اس استعمار کے لئے فوری مسئلہ ہے جبکہ عددی قوت کے اعتبار سے بھارت اور ایٹمی صلاحیت کے اعتبار سے روسی ترکستانی ممالک کا بھی آئندہ پریشان کن بن جانے کا امکان ہے۔

موجودہ حالات میں عالمی یہودی استعمار اپنے فوری ایجنڈے کی تکمیل کے لئے بے تاب ہے اور اس وقت اس کا اصل ٹارگٹ کشمیر ہے۔ اس پس منظر میں کشمیر کے مسئلہ میں امریکہ کی دلچسپی کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔

مسئلہ کشمیر کے حوالے سے امید ہے کہ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے کیونکہ اب بھارت کے لہجے میں ماضی کی نسبت کافی نرمی آئی ہے اور اب وہ سہ فریقی مذاکرات پر آمادہ نظر آتا ہے مگر مسئلہ کشمیر کے حل میں اگر یو این او اور امریکہ کو فریق بنایا گیا تو پاکستان اور بھارت کے حصے میں کچھ نہیں آئے گا کیونکہ عالمی استعمار سیکولر کشمیر نیشنلزم کو ابھار

ڈاکٹر اسرار احمد

کر پورے کشمیر کو اس کے جملہ باج گزار علاقوں سمیت ایک بظاہر آزاد ملک بنا کر ایشیا کے عین قلب میں چین' بھارت' پاکستان' افغانستان اور ترکمانستان میں اپنی ریشہ دوانیوں کا مرکز بنانا چاہتا ہے۔ اس طرح گویا امت مسلمہ کے خلاف وہی ڈرامہ رچایا جا رہا ہے جو گزشتہ صدی کے آغاز میں عرب نیشنلزم کو ہوا دے کر سلطنت و خلافت عثمانیہ کا چراغ گل کر دینے کی صورت میں کھیلا گیا تھا۔

کشمیر کے حساس ترین مسئلہ کے حل کے ضمن میں میری رائے یہ ہے کہ

i) اسے امریکہ یا یو این او کے ذریعے حل کرانے کی کوشش ترک کر دی جائے۔

ii) اس کا حل شملہ معاہدے کے مطابق بھارت کے ساتھ دو طرفہ گفتگو کے ذریعے جلد از جلد کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر کر دیا جائے کیونکہ سیدھی سی بات ہے کہ اب یہ قطعاً ممکن نہیں کہ بھارت پورا کشمیر ہمارے حوالے کر دے نہ ہم مکمل کشمیر بھارت کے حوالے کرنے پر رضامند ہوں گے۔ اور اس ضمن میں ایران اور چین کی خیر سگالی کو بروئے کار لایا جائے۔

iii) مسئلہ کشمیر کو ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہند کا نامکمل ایجنڈا قرار دیتے ہوئے اور پنجاب اور بنگال کی تقسیم کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح حل کیا جائے کہ آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کو پاکستان میں ضم کر لیا جائے اور انہیں صوبوں کی حیثیت دے دی جائے۔ اس طرح جموں اور لداخ کے غیر مسلم اکثریت والے علاقے بھارت اپنی ریاستیں بنا لے اور وادی کی حد تک بھارت اور پاکستان اپنے ہی اہتمام میں

> عالمی استعمار کشمیر کو بظاہر آزاد ملک بنا کر ایشیا کے قلب میں ریشہ دوانیوں کا مرکز بنانا چاہتا ہے

ریفرنڈم کرالیں اور صرف وادی کی حد تک بھارت پاکستان میں سے کسی ایک کے ساتھ الحاق کے ساتھ ساتھ آزادی کا تھرڈ آپشن بھی دے دیا جائے مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کو داخلی خود مختاری تو حاصل ہو لیکن خارجہ پالیسی اور دفاع کے معاملات میں بھارت اور پاکستان کی مشترکہ نگرانی ہو۔

اگر ایسا نہ کیا گیا تو عنقریب بھارت اور پاکستان روایتی بلیوں کی مانند دیکھتے رہ جائیں گے اور عظیم تر کشمیر کی پوری روٹی عالمی یہودی استعمار ہڑپ کر جائے گا۔

مخلوط معاشرت کے منفی نتائج

محترم مدیر ندائے خلافت
السلام علیکم!

میں مخلوط معاشرت کے حوالے سے چند حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں : رائٹر کی ایک خبر کے مطابق انٹرنیشنل فضائی کمپنی سوئس ایئر نے دوران پرواز فضائی میزبان لڑکیوں سے مسافروں کے بے ہودہ چھیڑ چھاڑ کے واقعات کی روک تھام کے لئے کچھ اقدام کئے ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے کہ ایئرہوسٹس ایسے مسافر کو تھپڑ رسید کر سکتی ہے اور پائلٹ ایسے مسافر کو باقی سفر کے لئے ہتھکڑی پہنا سکتا ہے۔ یکم جنوری سے ہر جہاز میں پلاسٹک کی ہتھکڑیاں جہاز میں رکھی جا رہی ہیں۔ شراب نوشی کے بعد بہت سے لوگ ترنگ میں آ کر مختصر لباس اور مسکراہٹ سے بھرپور نوجوان لڑکیوں کو اپنی گود میں بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کمپنی نے یہ اقدام کئے ہیں۔ معمولی چھیڑ چھاڑ تو قابل قبول ہے لیکن شرمناک واقعات کی تعداد ۱۹۹۶ء میں ۲۸۶ تھی جو ۱۹۹۹ء میں یہ شکایات بڑھ کر ۵۰۲ ہو گئی ہے۔

اسلام نے عورتوں اور مردوں کی اسی جبلت کو پیش نظر رکھ کر ان کے الگ الگ دائرہ کار تجویز کئے ہیں۔ لیکن مغرب نے مردوں کی تسکین کے لئے اور خواہش نفس کے پیش نظر عورتوں کو آزادی کے نام پر ایک جنسی کھلونا بنا کر رکھ دیا ہے۔ پاکستان کی موجودہ حکومت نے معاشرہ کو مکمل بے راہ رو بنانے کے لئے منظم کوششیں شروع کر رکھی ہیں۔ جس میں ذرائع ابلاغ، ٹیلی ویژن اور انگریزی اخبارات بالخصوص بھرطور طریقے سے عریانی اور فحاشی کو مکمل فروغ دینے میں مصروف ہیں اور بے لگام جنسی تسکین کو ہی ترقی سمجھ لیا گیا ہے جبکہ مغرب اس عذاب سے نکلنے کی تگ و دو میں ہے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے۔ کاش علماء کرام حکومت سے منکرات کے خاتمے کی منظم کوشش کریں۔

والسلام

میاں وحید اختر ایڈووکیٹ
ممبر ایگزیکٹو سپریم کورٹ بار
۴۔ بینک اسکوائر لاہور

عید مبارک کس منہ سے کہوں؟

قارئین محترم! السلام علیکم

اب کے پھر عید آئی اور گزر گئی۔ آج سے کوئی چھپن سال پہلے بھی ایسی ایک عید آئی تھی۔ مسلمانان ہند نے اپنے اللہ سے ایک عہد کیا تھا کہ اے اللہ ہم کو اس زمین پر اقتدار نصیب فرما تاکہ ہم تیرے ساتھ کئے ہوئے عہد الست کو پورا کریں۔ تیری مخلوق کو کفر و الحاد کی ظلمتوں سے نکال کر تیرے عدل اجتماعی کے نور سے لطف اندوز کرائیں۔ اللہ پاک نے درخواست قبول کرلی کہ اگر پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ ہی ہے تو ملک و حکومت کا تحفہ یہ پلیٹ میں رکھا ہے اٹھالو —— پھر دشمنوں نے دیکھا کہ پاکستان بن گیا۔ ہم سب خوش ہو گئے، ہم نے عید منائی اور خوب خوشی کے آنسو رو رو کے تجدید عہد کی۔

لیکن پھر ہر سال ہمارا منہ چڑانے کے لئے عید آتی رہی اور ہم غیرت و حمیت دینی سے بیزار طاغوتی لشکر کی بھیڑ میں گم ہو گئے۔ اپنی نالائقی اور نااہلی اور منافقت کو غیروں کے پلے باندھنے کی ناکام کوشش میں خفت مٹاتے رہے اور ذات خداوندی کے حضور معذرت اور معافی کی بجائے حیلے اور حجتوں پر اتر آئے۔ حق تعالیٰ نے ایک تنبیہہ کا کوڑا برسایا اور ۲۵ سال کی مدت یا مہلت کے بعد ہماری Zero کارکردگی کے بدلے میں آدھا ملک واپس لے لیا۔ ہمیں کفر کے ہاتھوں وہ ذلت نصیب ہوئی جس کی نظیر شائد تاریخ انسانی پیش نہ کر سکے۔ اب پھر تین عشرے گزرے ہیں۔ ہم نے ہر طالع آزما کا استقبال کیا ہے، ہر مفاد پرست کی پرستش کی ہے اور اللہ کے در پر جھکنے اور گڑگڑا کر اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کی معافی مانگنے کی بجائے اللہ ہی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اسی دوران ایٹم بم بن گیا اور جشن منانے والے طاغوتی نمائندے جو ہمارے حکمران بنے بیٹھے تھے کے ساتھ مل کر رنگ رلیاں منائیں۔ ہم نے یہ نہ سوچا کہ ہمارے یہود اور ہنود کے ساتھ تو معاہدے اور دوستی کے مضبوط رشتے ہو رہے ہیں، لیکن یہ ایٹم بم چلے گا کس کے خلاف۔ ہمارے طاغوتی حاکموں نے یہ نہ دیکھا کہ کل کی بات ہے کہ عالمی سپر پاور روس کا جب اللہ والوں کے ہاتھوں عبرتناک انجام ہوا تو اپنے تمام تر ایٹم اور میزائلوں کے ڈھیروں سمیت قعر مذلت میں اللہ نے اپنے بے سرو سامان افغان مجاہدوں کے ہاتھوں غرق کرا دیا اور سپر پاور کو بھکاری بنا دیا۔ تو ثابت ہوا کہ یہ ہتھیار اللہ کے خلاف ناکام ہے وہاں توبہ، معافی، عاجزی اور کامل عبودیت کا ہتھیار کارگر ہے۔

ہم نے سودی نظام بدلنے سے انکار کر دیا۔ اللہ کا حکم ماننے سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ اللہ کو چھوڑ کر طاغوت کے ساتھ عہد و پیمان باندھ لئے، اپنے اہداف بدلے، ترجیحات بدلیں، ہم رحمان کو چھوڑ کر شیطان کے ہو گئے تو ہمارے اپنی تقاریب منانے کے اطوار بھی بدل گئے۔

مسلمانوں کی "عید" تو نام ہے اس وعدہ وفائی کی تقریب کا جو اللہ کی مخلوق کو کفر کے اندھیروں سے نکال کر اللہ کے نور الوہیت سے لطف اندوز اور اللہ کے دین کو قائم کرنے اور تمام ادیان پر غلبہ دلوانے کی جدوجہد میں اپنے جان و مال کی بے دریغ قربانی دے کر نصرت خداوندی کا حقدار بن جانے پر اللہ کے حضور ہدیہ تشکر کے طور پر منائی جائے۔

چیچنیا، کوسوو، بوسنیا، فلسطین، الجزائر، صومالیہ اور کشمیر میں مسلمانوں کی حالت زار پوری دنیا کے مغربیت کے دلدادہ جمہوریت نواز مسلمانوں کی سوئی ہوئی غیرت اور حمیت دینی کو بیدار کرنے کے لئے کافی ہونی چاہئے۔ انگریزی جمہوریت کے متوالے ذرا غور کریں کہ ان کے اپنے اپنے ملکوں میں ہی مسلمانوں کے ساتھ کیسا جمہوری سلوک ہو رہا ہے۔ صرف ایک اللہ والے مجاہد اسامہ بن لادن نے طاغوت کے ایوانوں میں جو خوف اور رعب پیدا کر رکھا ہے تو یہی جمہوری حکومتیں اور دنیا کی تمام طاغوتی طاقتیں اپنے تمام تر اثر و رسوخ اور ذرائع وسائل مجتمع کر کے افغانستان کے مقابل آ کھڑی ہوئیں۔ ان کی اخلاقی اقدار اور اصول پسندی اور انصاف کے پرچار کا تو جنازہ نکل چکا ہے، سوچ سمجھ بھی سلب ہو چکی ہے اور وہ نسل انسانی کے اس بے سرو سامان مختصر سے لشکر کے خلاف نبرد آزما ہو گئے ہیں جس کا قصور فقط یہ ہے کہ وہ اللہ کی کبریائی کے قائل ہیں اور ظلم کے دشمن ہیں۔ خواہ یہ ظلم فرد واحد کے خلاف ہو یا کسی قوم کے خلاف ہو۔

آج امت مسلمہ اپنے اجتماعی اعمال کے آئینہ میں جھانکے تو ان کو نہایت بدنما اور بھیانک تصویر نظر آئے گی۔ لیکن ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا، اصلاح کا وقت موجود ہے، رجوع کرلیں واپس لوٹیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔ انگریزی جمہوریت کے دیوانو! اپنوں اور بیگانوں و پہچانو۔ سیٹی بج چکی ہے۔ بھاگو اور سوار ہو جاؤ ورنہ گاڑی نکل جائے گی اور منزل کھو دو گے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ وہاں ناشکرے، نالائقوں کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے اور آج وہ حرف غلط تم ہو —— اٹھو تجدید ایمان اور احتساب کے جذبے کے ساتھ اللہ کی رسی سے چمٹ جاؤ۔ قرآن کے سائے میں زندگی گزار کر دیکھو تو سہی —— یہ کائنات تمہارے لئے ہے اس کے حقدار بنو۔ اور حکمرانی سنبھالو۔ غلامی تم کو زیب ہی نہیں دیتی۔

ایسا کرپاؤ اور پھر "عید" آئے تو "عید" مناؤ۔ عید منانا تمہاری ذمہ داری بھی ہے۔ تمہارا حق بھی ہے۔ انشاء اللہ ہم ایسی عید ضرور منائیں گے۔ آج نہیں تو کل سہی!

بھائیو —— جب بھی عید منانا نصیب ہو۔ میں ہوں یا نہ ہوں مجھے یاد کرلینا۔ میری طرف سے "عید مبارک"۔

فقط والسلام

دعاگو
کے بی ملک، سرگودھا

ضرورت رشتہ

ضلع رحیم یار خان سے تعلق رکھنے والی ارائیں خاندان کی دوشیزہ، عمر ۲۱ سال، تعلیم بی اے، کے لئے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ : ڈاکٹر طارق محمود
الشفاء کلینک، ترنڈی محمد پناہ تحصیل لیاقت پور،
ضلع رحیم یار خان فون : 0683-671085

افغانستان اور اقتصادی پابندیاں

مرزا ندیم بیگ

سورۃ البقرہ آیت ۵۵ میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۝

"اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور مالوں کی کمی' جان اور پھلوں کی اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے"۔

موجودہ زمانے میں اس آیۂ مبارکہ کی عملی تصویر ہمارے ہمسایہ ملک افغانستان کی عوام ہیں یعنی افغانستان میں غربت' بے روزگاری اور افراط زر نے اپنے پنجے ایسے گاڑے ہیں کہ ہر افغانی کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کابل میں بھارتی ساخت کی اسپرین کی گولی چار ہزار افغانی اور چینی ساخت کی اسپرین کی گولی کی قیمت ۶ ہزار افغانی ہے۔ اس کے علاوہ

> یو این او کی افغانستان پر پابندیاں امت مسلمہ سے دشمنی کا بین ثبوت ہے

گزشتہ دو سال سے خشک سالی نے بھی افغانستان میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں اور خدشہ ہے کہ اس کے نتیجے میں لاکھوں افراد لقمہ اجل بن جائیں گے۔ ان حالات میں عالمی استعمار کی "لونڈی" یو این او نے افغانستان پر مزید اقتصادی پابندیاں لگا کر امت مسلمہ سے دشمنی کا بین ثبوت دیا ہے۔

افغانستان کے شہروں' سڑکوں' عمارتوں غرض ہر شے کی حالت بے حد خراب ہے مگر اس کے باوجود طالبان انتظامیہ نے کسی فرعونی سپرپاور کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے اور عالمی دباؤ کے باوجود شریعت اسلامی کا نفاذ ڈنکے کی چوٹ پر کیا ہوا ہے اور افغان سرزمین پر تاریخ میں پہلی بار جو امن اور سکون قائم ہوا ہے اس کی مثال نہیں ملتی' اس کی شہادت فرزند اقبال جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی گزشتہ سال اپنے دورے کے بعد دی ہے۔

افغان عوام کو اقتصادی پابندیوں کے ذریعے اپنا غلام بنانا امریکہ کی خام خیالی ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے جس نے سابق سپرپاور سوویت یونین روس کی اپنی سرزمین پر دانت کھٹے کئے اور جس کے نتیجے میں وہ سپرپاور حصے بخروں میں تقسیم ہو گئی۔ اس کے بعد طویل ترین خانہ جنگی سے نبرد آزما ہونا اور اب عالمی طاقتوں کے پروردہ شمالی اتحاد سے مسلسل جنگ جاری رکھنا اس چیز کا غماز ہے کہ

کیا حسن نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے\
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر نے پاکستانی دورے میں طورخم کے مقام پر قبائیلیوں کے اجتماع سے خطاب کے دوران کہا تھا کہ (جبکہ ابھی روسی فوجیں افغانستان میں موجود تھیں)

"We learnt our lesson and the Russian will also soon learn their lesson."

"ہم نے سبق سیکھ لیا تھا (کہ افغان قوم کو کوئی محکوم نہیں رکھ سکتا) روسیوں کو بھی جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ افغانیوں کو زیر نہیں کر سکتے۔"

لہٰذا یو این او اور امریکہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اقتصادی پابندیوں کا شکنجہ چاہے کتنا کس لیا جائے مگر افغان عوام ان کے زیر اثر نہیں آسکتی۔

یو این او کی اقتصادی پابندیوں اور عالمی دباؤ کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھتے ہوئے افغانستان کے سربراہ ملا عمر نے گزشتہ دنوں اعلان کر دیا کہ ملک کے اندر ایسے مسلمان کو موت کی سزا دی جائے گی جو عیسائی' یہودی یا کوئی اور مذہب اختیار کرے گا۔ انہوں نے غیر ملکی اور غیر مسلم مبلغین کو خبردار کیا کہ انہیں افغانستان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کی قطعاً اجازت نہیں اور جو کوئی کتب فروش اسلام مخالف کتابیں فروخت کرے اسے ۵ سال قید کی سزا دی جائے گی۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس دینی حمیت کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ کبھی بھی افغان عوام کو تنہا نہیں چھوڑے گا' طالبان انتظامیہ نے عوام کو امن و چین کا جو ماحول دیا ہے اس کی گواہی عالمی ذرائع ابلاغ بھی دیتے ہیں۔

ماہنامہ نیوز لائن نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ جب ہم نے افغان عوام سے سوال کیا کہ وہ طالبان کو پسند کرتے ہیں یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یقیناً کیونکہ طالبان نے افغانستان میں امن اور سلامتی کو یقینی بنایا ہے۔

افغانستان کے ساتھ عالمی غنڈہ گردی پر پاکستان کو افغانستان کا پورا پورا ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ہمارا افغانستان سے بہت گہرا اور تاریخی تعلق ہے اور اس کے علاوہ اصل شے دونوں ملکوں کے عوام میں دین اسلام قدر مشترک ہے۔ ماضی میں بھی محمود غزنوی' شہاب الدین غوری اور احمد شاہ ابدالی رحمۃ اللہ علیہ برصغیر کے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھارت پر حملہ آور ہوتے رہے ہیں۔

لہٰذا اس ماضی کے ہوتے ہوئے پاکستان کے لئے بہتر یہی ہے کہ افغانستان اور ایران کے ساتھ کنفیڈریشن قائم کرے جس کا مشورہ کافی عرصہ سے امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب پاکستان کے حکمرانوں کو دیتے آرہے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہم نے اگر ایسا کر لیا تو اسی میں ہماری بقا اور سلامتی ہے اور تینوں ملکوں کا یہی اتحاد عالمی خلافت اسلامیہ کا پیش خیمہ ثابت ہو گا اور اگر ہم نے یہ نہ کیا تو ہماری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں۔

> امریکہ اور یو این او کی عالمی غنڈہ گردی پر پاکستان کو افغانستان کا ساتھ دینا چاہئے

امریکہ یا یو این او کی اقتصادی پابندیاں افغانستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں کیونکہ اس سے پہلے بھی کئی ممالک ان پابندیوں کا شکار ہیں مگر وہ بھی زندہ جاوید ہیں۔ سیرتِ مطہرہ میں بھی کفارِ مکہ نے آپؐ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا اور آپؐ کو اپنے ساتھیوں سمیت شعب ابی طالب میں مقید ہونا پڑا۔ مگر تاریخ نے دیکھا کہ "مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے" اسلام پورے جزیرہ نمائے عرب کا مقدر بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا پرچم بلند ہوا جو قیامت تک بلند سے بلند تر رہے گا۔

امریکہ کی یہ اقتصادی پابندیاں نور خدا کو نہیں بجھا سکتیں۔ اسلام ان شاء اللہ غالب ہو گا اور بقول امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد اس کا نقطہ آغاز پاکستان اور افغانستان بنیں گے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن\
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دعائے صحت

محمد بن عبدالرشید رحمانی ناظم بیت المال تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کی والدہ سخت علیل ہیں۔ ڈاکٹروں نے دماغ کا آپریشن تجویز کیا ہے۔ رفقاء و احباب سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

کاروان خلافت منزل به منزل

اسرہ پھالیہ کے زیر اہتمام ماہانہ درس قرآن

اسرہ پھالیہ کے زیر اہتمام گذشتہ ماہ ماہانہ درس قرآن ہوا۔ امیر تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن جناب شاہد اسلم صاحب نے درس میں سورۃ الکھف کی آیات کی روشنی میں اللہ کی راہ میں ثابت قدم رہنے والے لوگوں کی عظمت کو بیان کیا۔ آپ نے کہا کہ اگر ابھی ہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں یکسو ہو کر لگ جائیں تو اللہ ایسے ایسے طریقوں سے ہماری مدد فرمائے گا جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آپ نے اپنے درس میں دجالی تہذیب کے فتنوں سے بھی حاضرین کو روشناس کرایا اور بتایا کہ اس سے بچ کر دین اسلام پر کاربند رہنے ہی میں کامیابی ہے۔ پروگرام کے اختتام پر میزبان چوہدری محمد خان صاحب نے حاضرین کی تواضع پر تکلف چائے سے کی۔ (رپورٹ : پروفیسر محمد باقر)

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی اسرہ امیر پلیس کے زیر اہتمام مسجد بلال میں ماہانہ دعوتی اجتماع کا انعقاد ہوا جس میں بی بیوڑ کے دونوں اسروں کے نقباء حضرات اور ایک رفیق اسرہ گنوڑی سے دو رفقاء اور مقامی اسرہ سے چار رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کی پہلی نشست بعد از نماز عصر شروع ہوئی اسرہ بی بیوڑ کے نقیب جناب ممتاز بخت صاحب نے عبادت رب کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔ اس نشست میں قریباً ۳۵ افراد شریک تھے۔ دوسری نشست بعد از نماز مغرب فرائض دینی کے موضوع پر ہوئی جس میں جناب ممتاز بخت صاحب نے مفصل خطاب کیا اسی نشست میں بھی تقریباً ۴۵ افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کی تیسری نشست درس حدیث تھی جس میں اسرہ بی بیوڑ کے رفیق جناب عالم زیب صاحب نے عظمت قرآن کے موضوع پر خطاب کیا۔ اسی نشست میں بھی ۶۰ افراد شریک رہے۔ پروگرام کی آخری نشست صبح بعد از نماز فجر سے درس قرآن تھا۔ فکر آخرت پر جناب ممتاز بخت صاحب نے مفصل درس دیا۔ اسی نشست میں قریباً ۴۰ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ : سعید اللہ خان)

تنظیم اسلامی میرپور کے مرکز جی دار السلام میں دعوتی پروگرام

چند سال قبل سید محمد آزاد صاحب ناظم دعوت تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر نے جی کے مقام پر دار السلام کے نام سے ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اللہ کے فضل سے ۱۵ دسمبر سے یہاں جمعہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ محترم سید محمد صاحب نے ہی سورۃ یونس کی آیت ۵۷، ۵۸ کو خطبہ جمعہ کا موضوع بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں قرآن مجید سے اپنا ربط و تعلق مضبوط بنانا ہو گا۔ قرآن کے ذریعے سے شعوری ایمان پیدا کرنا ہو گا جو اللہ نے ہماری ہدایت و رہنمائی کے بھیجا ہے۔

(رپورٹ : غلام سلطان)

فیصل آباد میں نفاذ شریعت ریلی

۲۷ رمضان المبارک بعد نماز ظہر فیصل آباد کی دونوں تنظیموں کے اشتراک سے نفاذ شریعت ریلی کا انعقاد کیا گیا۔ شرکاء نے بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن پر شریعت کے نفاذ کے مطالبات درج تھے۔ منظم انداز میں شرکاء فیصل آباد کے مرکزی چوک گھنٹہ گھر میں پہنچے۔ تقریباً ۴۰ منٹ تک چوک کے چاروں اطراف میں بینرز کو عوام و خواص کی توجہ کے لئے نمایاں کیا گیا۔ اس موقع پر اخبارات کو جو پریس ریلیز جاری کیا گیا اس میں ایک طرف عوام سے اپیل تھی کہ وہ غیر اسلامی تہذیب و ثقافت اور نظریات کا پرچار کرنے والے ذرائع ابلاغ کا بائیکاٹ کر دیں اور جن منکرات کے مرتکب ہو رہے ہیں ان سے اللہ کی جناب میں اجتماعی توبہ کریں۔ دوسری طرف حکومت سے کہا گیا کہ وہ آئین میں قراردادِ مقاصد اور غیر اسلامی شقوں کی موجودگی کا تضاد ختم کر کے اس کو خالص اسلامی آئین بنائے اور وہ نظام جو بڑے قومی مجرموں کو بائی پاس فراہم کرتا ہے ایسے نظام کو بدل کر اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرنے کا کام بلا تاخیر کرے۔

(رپورٹ : رشید عمر)

تنظیم اسلامی باجوڑ کی دعوتی مصروفیات

اسرہ خار، اسرہ مسلم باغ اور اسرہ جار کے نقباء پر مشتمل ایک جماعت باجوڑ کے دور افتادہ علاقہ ارنگ میں دعوتی کام کے سلسلے میں روانہ ہوئی رات کا قیام ارنگ میں نقیب اسرہ جار گل رحمٰن صاحب کے ایک بزرگ دوست مولانا حضرت جمال صاحب کے رہائش گاہ پر ہوا۔ موصوف مولانا نے تنظیم اسلامی کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اور امیر محترم سے کافی متاثر ہیں۔

نماز مغرب کے بعد محترم فیض الرحمٰن صاحب نے بندۂ مؤمن کی ذمہ داریوں پر ایک جامع تقریر کی۔ اگرچہ سامعین زیادہ تر ان پڑھ تھے لیکن ان پر تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔ میزبان مولانا صاحب کے ساتھ نقیب اسرہ جار جگل رحمٰن صاحب نے دین کا جامع تصور، فرائض دینی اور انقلاب نبویؐ پر گفتگو کی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول ارنگ غازی بابا جانا ہوا۔ جس میں قریباً ۲۰ اساتذہ خدمات سرانجام دے رہے تھے ان کے سامنے فیض الرحمٰن صاحب نقیب اسرہ خار نے "دعوت الی اللہ" پر نہایت متاثر کن لیکچر دیا۔ آخری میں گاؤں توحید آباد میں واقع مسجد میں خطاب جمعہ میں گل رحمٰن صاحب نے "فرائض دینی" اور "دین کے قیام کا طریقۂ کار" پر خطاب کیا سامعین کی تعداد قریباً ۳۰۰ تھی۔

(رپورٹ : محمد نعیم)

اسرہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام ماہانہ دعوتی و تبلیغی پروگرام

ماہ نومبر کی ۱۱ تاریخ کو امیر حلقہ پنجاب وسطی انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب دعوتی پروگرام کے لئے ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائے اور خطاب جمعہ سے پروگرام کا آغاز ہ[illegible] قاسمیہ مسجد فیض کالونی میں فاروقی صاحب نے استقبال رمضان کے موقع پر خطاب کیا۔ سامعین میں ضلع کچہری کے ملازمین، وکلاء اور دیگر انتظامی افسران بھی شامل تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ایڈووکیٹ بشیر احمد تبسم صاحب کی رہائش گاہ پر

چوک گھنٹہ گھر میں تنظیم اسلامی فیصل آباد کے زیر اہتمام ہونے والی نفاذ شریعت ریلی کے دوران دعوتی بینرز جنگلوں پر آویزاں ہیں

سوال و جواب کی نشست میں فہم قرآن کے طریق کار پر گفتگو ہوئی۔ نماز عصر کے بعد الہدیٰ لائبریری میں اسرہ ٹوبہ اور گوجرہ کے رفقاء کے لئے تربیتی نشست ہوئی۔ رفقاء نے ترجمہ قرآن' درس قرآن اور مطالعہ حدیث کے پروگرام میں شرکت کی اور امیر حلقہ کی موجودگی میں میثاق کے نومبر ۲۰۰۰ء کے شمارے سے "جدید نظریاتی چیلنج اور علماء کرام" کا مطالعہ کیا۔ ۱۸ نومبر بروز ہفتہ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹوبہ کی مسجد میں نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ فاروقی صاحب نے سورۂ بقرہ کے حوالے سے بتایا کہ رمضان المبارک میں دن کے روزہ اور رات کو نماز تراویح میں کلام اللہ کی تلاوت سے روح کو غذا میسا ہوتی ہے۔ اور بندۂ مومن کو اپنے پروردگار کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ پنجاب کالج میں "روزہ اور قرآن" کے موضوع پر فاروقی صاحب کا خطاب پروفیسر صاحبان اور طلبہ نے نہایت توجہ سے سنا۔ اسی روز نماز ظہر کے بعد فاروقی صاحب نے پرائمری سکول چک نمبر ۳۴۹ گ ب میں اساتذہ' طلبہ اور گاؤں کے افراد سے بھی خطاب فرمایا۔

۱۹ نومبر کو ماہانہ درس قرآن جامع مسجد اقبال نگر ٹوبہ میں ہوا۔ یہ درس نماز فجر کے بعد ہوتا ہے۔ سورۂ کہف کے ساتویں رکوع کے حوالے سے فاروقی صاحب نے بتایا کہ یہود نے حضور ﷺ کی رسالت کا انکار حسد کی وجہ سے کیا۔ اسی طرح شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔

آخری پروگرام خطاب عام کی صورت میں رفیق تنظیم محمد نواز صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا۔ پچاس سے زائد احباب نے رمضان کی اہمیت اور فضیلت کے موضوع کو نہایت دلچسپی سے سنا۔ (رپورٹ: پروفیسر خلیل الرحمٰن)

باجوڑ ایجنسی میں دعوتی اجتماعات

تنظیم اسلامی باجوڑ کے تین رفقاء ظہیر الدین صاحب' فیض الرحمٰن صاحب' اور راقم پر مشتمل ایک قافلے نے ضلع دیر کے علاقے منڈا میں دو جگہ پر دعوتی اجتماعات کا انعقاد کیا۔ سب سے پہلے منڈا بازار مسجد میں نماز عصر کے فوراً بعد فیض الرحمٰن صاحب نے "دعوت الی اللہ اور انبیاء کی دعوت اقامت الدین" کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں تقریباً ۶۰ افراد نے شرکت کی دوسرا پروگرام منڈا ہی میں ایک دوسری مسجد میں ہوا۔ نماز مغرب کے بعد فیض الرحمٰن صاحب نے "اقامت دین کیا اور کیوں؟" پر مفصل خطاب کیا اس پروگرام میں تقریباً ۱۵۰ افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد نعیم)

پیر بابا (بونیر) میں دعوتی اجتماعات

ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ خان حقانی صاحب نے ۱۷ نومبر کو پیر بابا (بونیر) دعوتی دورہ پر تشریف لائے۔ آپ نے جامع مسجد پیر بابا میں خطاب جمعہ دیا۔ موضوع "نوید خلافت" تھا۔ آپ نے درس قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی واضح پیشگوئیوں کے حوالے سے نظام خلافت کے قیام کو اللہ تعالیٰ کا طے شدہ منصوبہ قرار دیا' جس کے مصداق اول افغانستان اور پاکستان ہوں گے۔ تقریباً ۳۰۰ افراد نے یہ خطاب سنا۔ نماز جمعہ کے بعد ۲:۳۰ بجے نیاز ہوٹل میں ایک خصوصی نشست منعقد ہوئی جس میں تعلیم یافتہ اور ترقی پسند سوچ کے حامل افراد نے شرکت کی۔ مولانا نے گلوبلائزیشن اور یہود و ہنود کے عزائم کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ مغرب کو سب سے بڑا خطرہ اسلام سے ہے اس لئے اس کے منصوبہ ساز اور ایجنٹ اسلام کو راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے مسلمان حکمران اور NGOs کو آلہ کار بنا رہے ہیں۔ اس نشست میں ۱۳۵ افراد نے شرکت کی۔

تیسرا خطاب مدینہ مسجد میں نماز عشاء کے بعد ہوا۔ جس میں مولانا غلام اللہ حقانی نے عظمت قرآن کو سورہ الرحمٰن کے ابتدائی چار آیات اور احادیث نبویہ ﷺ کے ذریعے سے واضح کیا۔ آخری نشست ۱۸ نومبر کو نماز فجر کے بعد مسجد میں توحید عملی کے درس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ عقیدہ توحید سے تو ہم سب واقف ہیں لیکن عملی توحید ہمارے ذہن اور فکر کے دائرے سے ہی خارج ہے۔ اس دعوتی پروگرام میں مولانا صاحب کے ساتھ رفقائے تنظیم فضل وہاب' حبیب علی اور راقم شریک رہے۔ (رپورٹ: محمد صدیق سواتی)

قرآن کالج آڈیٹوریم میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام

اس سال رمضان المبارک میں طلبہ کے لئے نماز تراویح قرآن کالج آڈیٹوریم میں پڑھانے کا پروگرام بنایا گیا جس میں طلبہ اور رفقاء واحباب نے دلجمعی کے ساتھ شرکت کی۔ حافظ علاؤ الدین صاحب اور نوید احمد عباسی صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری کا کام خوب نبھایا۔ سورۃ المائدہ تک نوید احمد عباسی صاحب نے اور سورۃ الانعام سے لے کر والناس تک حافظ علاؤ الدین صاحب نے دورۂ ترجمہ قرآن کرایا۔ نماز تراویح کے دوران پہلے دس پاروں کی تلاوت کی سعادت حافظ سلیمان عزیز اور بقیہ بیس پاروں کی حافظ محمد آصف نے حاصل کی۔ آٹھ تراویح کے بعد وقفہ کے دوران طلبہ اور شرکاء کے لئے چائے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ۲۵ رمضان المبارک کو قرآن کالج آڈیٹوریم میں ختم القرآن ہوا۔ آخر میں پروفیسر مسعود محمد اقبال صاحب نے دعا کرائی۔ (رپورٹ: کرم داد خان بلوچ)

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام بتاریخ ۲۱ اکتوبر کو بمقام پلوسو نزد ڈگری کالج تیمر گرہ منعقد ہوا۔ جس میں ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ کے علاوہ نقیب اسرہ محمد فہیم' احسان الودود' عثمان خان' شاہ وارث اور عزیز الحق نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز نماز عصر کے فوراً بعد محمد فہیم صاحب کے بیان سے ہوا۔ جس میں آپ نے عبادت رب کے موضوع پر گفتگو کی۔ نماز مغرب کے بعد جناب غلام اللہ خان ناظم ذیلی حلقہ مالاکنڈ نے امت کی "تاسیس" اس کی زبوں حالی اور پستی سے نکلنے کی راہ پر خطاب کیا۔

نماز عشاء کے بعد آپ نے سورۃ الرحمٰن کا درس دیا۔

نماز فجر کے بعد آپ نے سورۂ فاتحہ کا درس دیا۔ تربیتی اور دعوتی موضوعات کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک برقرار رہا۔ جس کے دوران ہمارے میزبان اسرار عالم نثار نے بیعت کی اور قافلہ تنظیم میں شامل ہوئے۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: احسان الودود)

اسرہ واہ کینٹ کی دعوتی سرگرمیاں

رفیق تنظیم جناب پرنسپل مشتاق حسین صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب سے انہوں نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی ہے' اسی وقت سے ان کی رہائش گاہ پر منتخب نصاب کا درس بڑی کامیابی سے ہو رہا ہے۔ جہاں ہمارے اسرہ کے سینئر و ملتزم رفیق جناب محمد شفاء اللہ خان صاحب بڑی محنت و دلچسپی سے مدرس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مستقل درس کا مرکز ثانی منیر آباد میں ایک اکیڈمی ہے۔ یہاں پر ہر ہفتہ کی شام کو نماز عشاء کے بعد جناب شفاء اللہ صاحب درس دینے کے علاوہ امیر محترم کی تصانیف کا اجتماعی مطالعہ کراتے ہیں۔

۲۸ اکتوبر کو شفاء اللہ صاحب نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" کے موضوع پر قرآن مجید اور احادیث کی مدد سے درس دیا۔

درس قرآن کا تیسرا مرکز گدوال کینٹ میں ریٹائرڈ انجینئر مبتدی رفیق محمد جمیل صاحب کی رہائش گاہ ہے۔ یہاں ہر منگل اور بدھ کو نماز عشاء ادا کرنے کے بعد دورۂ ترجمۃ القرآن کلاس ہو رہی ہے۔ (رپورٹ: محمد سلیم صدیقی)

تنظیمی اطلاعات

امیر حلقہ سرحد شمالی کی سفارش کے مطابق قائم مقام امیر تنظیم اسلامی پاکستان چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب نے مشورہ کے بعد حلقہ سرحد شمالی میں مندرجہ ذیل دو مقامی تنظیموں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے:

① تنظیم اسلامی باجوڑ: یہ مقامی تنظیم باجوڑ کے علاقہ میں موجود چار اسرہ جات پر مشتمل ہو گی۔ جناب گل رحمٰن صاحب کو امیر تنظیم اسلامی باجوڑ کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔

② تنظیم اسلامی خویشگی: خویشگی کے مقام پر موجود تین اسرہ جات کے رفقاء اس میں شامل ہوں گے۔ جناب محمد عامر صاحب کو امیر تنظیم اسلامی خویشگی مقرر کیا گیا ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

Vol : 10 Regd. CPL No.127 No.2
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

A MATTER OF CLARIFICATION

Dr. Rashid Ahmad (Jullundhri)
Chief Editor
Al-Ma'rif Lahore.

Dear Dr. Rashid Ahmad (Jullandhri) Sahib

I am disappointed to read your lecture/article published in Al-Ma'rif (July-September 2000) under the caption "Rights of non-Muslims in an Islamic State". It appears that the principle put forth by you that "one must not interpret a divine book in the light of one's pre-conceived ideas" was only for others, otherwise how could it be possible that a man like you sitting in an important Islamic institute does not understand the simple and categorical Qur'anic teachings on the topic under discussion. As you said man is divine in origin no doubt, but I failed to understand how can that origin of man obliterate the distinction between a believer and a non-believer and warrants the conclusion "that both Muslims and non-Muslims have equal rights" when the Qur'an lays down at several places that:

Is the one who follows the pleasure of Allah like the one who draws on himself the wrath of Allah - (3:162)

And

"Not equal are Al-Khabith and Al-Tayyab" (5:100)

Similarly, how on earth the principle of "fighting in self defence" could be inferred from Surah Al-Baqarah (Ayah 193):

"Fight them till there is no persecution (Ftinah) and the religion (Deen) is Gods'.

as said by you.

While referring to the Madina Agreement, you have altogether ignored the later steps taken by the Prophet (SAW) towards the Jews, as well as the conquest of Makkah. It is a matter of simple logic as well as the élan and heart of Qur'anic teachings that Islam and Kufr cannot coexist. If Islam is dominant, then the Divine commandment is:

"Fight against those who acknowledge not the religion of truth among the people of the scripture until they pay the 'jizyah' with willing submission, and feel themselves subdued" (Al-Qur'an 9:29)

This obviously precludes any agreement or peaceful coexistence with the forces and adherents of non-Islamic beliefs. I entirely agree with you that Islamic state is an egalitarian state, offering equal opportunities to all and protecting honour, life and property of all of its citizens. Yet Islamic State is essentially an embodiment of basic beliefs of Islamic faith and as such only Muslims can take part in sensitive legislative and decision-making activities. Humanity, peace and morals are certainly of great significance but one should not confuse them with statecraft.

"And when it is said to them: Make not mischief on the earth. They say: We are only peace makers." (Al-Qur'an 2:11)

I shall be looking forward to receiving your views on the matter. Thanking you.

Sincerely,

(Dr. Absar Ahmad)
53-K, Model Town, Lahore.

پریس ریلیز

سود کے خاتمے کا حکومتی اعلان۔ایک خوش آئند قدم : ڈاکٹر اسرار احمد

وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی کا یکم جولائی سے سود کے خاتمے کا اعلان نہایت ہی خوش آئند اور مبارک ہے۔ ملک کے تمام باشعور حلقوں کی جانب سے اس کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ میرے لئے اس میں اضافی خوشی کا پہلو یہ بھی ہے کہ میں گزشتہ کئی برسوں سے حکومت اور عوام دونوں کو اس جانب متوجہ کرنے کی امکان بھر سعی بھی کرتا رہا ہوں کہ سود نہ صرف دین مذہب کے حوالے سے بدترین شے ہے کہ سودی معیشت کو جاری رکھ کر ہم اللہ اور رسولؐ کے خلاف حالت جنگ میں ہیں بلکہ معیشت کے استحکام کے لئے بھی ہمارے پاس اس ایک راستے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں کہ ہم سود کی لعنت سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کرلیں۔ اس فیصلے پر عمل درآمد کے ضمن میں بعض عملی مشکلات سے قطع نظر بعض اندرونی اور بیرونی طاقتوں کی طرف سے لامحالہ حکومت کو دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن مجھے امید ہے کہ حکومت نوشتہ دیوار کو پڑھتے ہوئے کسی ایسے دباؤ کو خاطر میں نہیں لائے گی، موجودہ حکومت سے یہ ہمارا پرزور مطالبہ بھی ہے کہ وہ ان تاخیری ہتھکنڈوں سے گریز کرے جو سابقہ حکمران اختیار کرتے رہے اور ملک کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کامل غرقابی کی طرف دھکیلتے رہے۔ اب جبکہ حکومت نے یہ جرأت مندانہ فیصلہ کرلیا ہے تو اسے اپنے ان تمام اقتصادی ماہرین سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہئے جو دراصل آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ان استعماراتی ایجنٹوں سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر حکومت تمام تر خلوص اور نیک نیتی کے باوجود بدستور مشکلات سے دوچار رہے گی۔ ویسے بھی منطقی طور پر یہ بات قطعاً ناجائز ہے کہ حکومت تو سود کا خاتمہ چاہتی ہو مگر حکومتی ماہرین سود جاری رکھنے کے حق میں ہوں۔ بہرحال ابتداءً کچھ مشکلات تو ضرور پیش آئیں گی اور صورتحال کی بحالی میں کچھ وقت بھی لگے گا لیکن اگر حکومت اور عوام ثابت قدم رہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اور رحمت بھی ہمارے ساتھ شامل حال ہوگی اور ربا سودی معیشت کی بھرپور برکات بھی ان شاء اللہ ظاہر ہوں گی۔

یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لئے اندرون ملک سود کے خاتمے کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضوں پر سود کی ادائیگی سے بھی دوٹوک انکار لازم ہے۔ تاہم بیرونی سود کی ادائیگی سے انکار سے قبل ضروری ہوگا کہ ہم اندرون ملک ہر سطح پر سود کا مکمل خاتمہ کردیں۔